فَإِنْ عُثِرَ عَلَىٰٓ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ إِثْمًا فَـَٔاخَرَانِ يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيَانِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَآ أَحَقُّ مِن شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ إِنَّآ إِذًا لَّمِنَ الظَّٰلِمِينَ ﴿١٠٧﴾ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰٓ أَن يَأْتُوا بِالشَّهَٰدَةِ عَلَىٰ وَجْهِهَآ أَوْ يَخَافُوٓا أَن تُرَدَّ أَيْمَٰنٌۢ بَعْدَ أَيْمَٰنِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمَعُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَٰسِقِينَ ﴿١٠٨﴾

پھر اگر اطلاع ملے اس پر کہ وہ دونوں مستحق ہوئے گناہ کے تو دوسرے دو کھڑے ہوں جگہ پر ان کی ان میں سے کہ مستحق ہوئے جن پر پہلے دونوں گناہ کے مستحق ہو چکے میت کے قریبی پس یہ قسم کھائیں اللہ کی کہ البتہ ہماری گواہی زیادہ سچی ہے ان کی گواہی سے اور نہیں حد سے بڑھے ہم بے شک ہم تب ظالموں سے ہیں * یہ زیادہ نزدیک ہے اس سے کہ لائیں وہ گواہی اس کے صحیح طریقہ پر یا خوف کریں اس سے کہ رد کر دی جاوے گواہیاں پیچھے ان گواہوں کے اور ڈرو اللہ سے اور سنو اور اللہ نہیں ہدایت دیتا فاسق قوم کو (۵/۱۰۷ تا ۱۰۸)

۱۰۷۔ اگر معلوم ہو جاوے کہ انہوں نے ناجائز طور پر حق دبا لیا ہے تو ان کے قائم مقام اور دو شخص کھڑے ہوں جن کا حق مارا گیا ہے کہ کافروں کی شہادت باطل ہے اور ہم زیادتی نہیں کر رہے ہیں اب کافروں کی شہادت اُڑا دی جاوے گی اور اولیاء کی شہادت قبول کر لی جاوے گی اس آیت کا مقتضیٰ یہی حکم ہے اکثر ائمہ تابعین اور سلف رضوان اللہ علیہم اور امام احمد وغیرہ کا بھی یہی ماننا ہے۔ اس حکم کی مشروعیت اسی وجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ ذمی شاہدین کو قسم دلائی جائے کیا عجب ہے کہ وہ لوگ حلف باللہ کی تعظیم کرنے اور رسوائی کے خوف سے کہ ورثاء اگر اپنی قسموں سے ہماری قسموں کو رد کر دیں تو پھر ہمیں سزا بھی ملے گی، صحیح بولیں (تفسیر ابن کثیر)

۱۰۸۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم یہ قانون اس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ آئندہ گواہ درست گواہی دیا کریں اس خطرہ سے کہ اگر ہم غلط بیانی کریں گے تو ہمارا بیان رد ہو جائے گا۔ وہ کی قسمیں دوسری قسموں سے ٹوٹ جاتی ہیں اے لوگو! اللہ سے ڈرتے رہو ہمارا حکم سنو اگر تم نے اس حکم کی خلاف ورزی کی تو تم فاسق ہو گے اور فاسقوں کو اللہ تعالیٰ جنت وغیرہ کی راہ نہیں دیتا۔ (اشرف التفاسیر)

معلومات مزید: عُثِرَ: اسے اطلاع دی گئی۔ اسے خبر کر دی گئی (نَصَرَ، ضَرَبَ) عُثُوْرٌ سے جس کے معنی بغیر چاہے کسی چیز پر مطلع ہو جانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اِسْتَحَقَّ: وہ حقدار ہوا۔ لائق ہوا۔ اِسْتِحْقَاقٌ سے جس کے معنی مستحق ہونے کے ہیں ماضی

کا صیغہ۔ واحد مذکر غائب۔ • أَحَقُّ : بڑا حق دار۔ اسم تفضیل اور فاعل دونوں کے معنی میں آتا ہے •
أَدْنىٰ : ادنیٰ۔ زیادہ نزدیک۔ زیادہ کم۔ یہ جب اکبر کے مقابلہ میں استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے
معنی اصغر یعنی دوسرے کی بہ نسبت چھوٹے اور کم کے آتے ہیں۔ اور جب خیر کے مقابل میں اس کا
استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی ارذل یعنی بہت گھٹیا کے ہوتے ہیں اور جب اقصیٰ کے مقابل آتا ہے
تو اس کے معنی زیادہ قریب اور زیادہ نزدیک کے ہوتے ہیں • تُرَدَّ : وہ دور کر دی جائے
وہ پھیر دی جائے (نصر) رَدٌّ سے جس کے معنی لوٹانے کے ہیں مضارع مجہول کا صیغہ واحد
مؤنث غائب۔

• "یعنی وارثوں کو شبہ ہو تو قسم دینے کا حکم رکھا، اس لئے کہ
قسم سے ڈر کر اول ہی جھوٹ ظاہر کریں پھر قرآن کی بات جھوٹ نکلے تو وارث قسم کھا لیں
یہ بھی اسی واسطے کہ وہ قسم میں دغا نہ کریں جانیں کہ ہماری قسم الٹی پڑے گی۔ (موضح القرآن)

• نمازوں کے بعد اس طرح سے عام مجمع میں جب قسم لینے کا قانون ہوتا تو وصی بھی جھوٹ بولنے
سے اجتناب کریں گے اور وارث بھی۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ
الْغُيُوْبِ ۝ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰي وَالِدَتِكَ ۘ
اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ
الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــــَٔــةِ الطَّيْرِ
بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ
وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ
بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا۔ عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا جاننے والا* جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی اور تو مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مُردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آیا تو ان میں کے کافر بولے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو۔ (۵/ ۱۰۹ تا ۱۱۰)

۱۰۹۔ اس آیت شریفہ میں بتلایا گیا ہے کہ قیامت کے روز پیغمبروں سے اللہ تعالیٰ کس طرح خطاب فرمائے گا کہ جن قوموں کی طرف تم کو بھیجا گیا انہوں نے دعوتِ تبلیغ کو قبول بھی کیا یا نہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے "ہم ان قوموں سے بھی پوچھیں گے اور ان کے پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے" پھر ارشاد ہوتا ہے "تمہارے خدا کی قسم کہ ہم ان سب سے پوچھیں گے کہ دنیا میں تمہارا عمل کیا تھا" رسولوں کا قول ہوگا لَا عِلْمَ لَنَا ہمیں تو کچھ خبر نہیں۔ یہ اس دن کی دہشت کی بنا پر ہوگا کہ خوف کے مارے انہیں کچھ جواب نہ سوجھے گا اور کہہ دیں گے کہ ہمیں کچھ علم نہیں۔ اس روز ہوش و حواس ٹھکانے نہ رہیں گے اور پھر جب کچھ اطمینان کی سانس لیں گے تو پھر اپنی قوم کے بارے میں حسبِ واقعہ شہادت دیں گے۔ لیکن پہلی دفعہ تو یہی ان کا قول ہوگا کہ اے خدا ہمیں کیا خبر تو علام الغیوب ہے تیرے مقابلے میں ہم کیا جان سکتے ہیں اس کی کوئی تمثیل نہیں کہ ملی ہو۔ [illegible] ادب میں محبت اچھا [illegible] ہے کہ تیرے علم کے مقابلے میں نسبت ہے ہمارے علم کی کیا حقیقت ہے انبیاء کے علم کی بنیاد محض الہام ہوتی ہے اور تیرا الہام تو جیسی ہوتی [illegible] ہے کیوں کہ تو علام الغیوب ہے [illegible] جواب دیا [illegible] تفسیر ۲۳۳

[illegible]

۱۱۰ ۔ یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ (علیہ السلام) مریم کے بیٹے یاد کرو میرے اس انعام کو جو میں نے تم پر
اور تمہاری ماں پر کیا یعنی اس کا شکر کرو جب کہ میں نے تجھ کو قوت دی جبرئیل سے کہ گفتگو کرتا تھا تو لوگوں
سے گہوارے میں اور گفتگو کرے گا آخر جوانی میں (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام آسمان سے اتر کر زمین پر آئیں گے اور لوگوں سے اس وقت باتیں کریں گے کیونکہ اس عمر سے
پہلے وہ آسمان کی طرف اٹھا لیے گئے تھے جوان کا باتیں کرنا جوانی اور بڑھاپے کے درمیان ظاہر ہے کہ
بعد اترنے کے ہوگا ۔) اور یاد کرو میرے انعام کو جب کہ میں نے تجھ کو لکھنا اور شریعت کی باتیں سکھلائیں
اور توریت اور انجیل پڑھائی اور جب کہ تو نے گارے سے مثل شکل پرندے کے میرے حکم سے بناتا
تھا پھر اس میں پھونک مارتا تھا پس وہ جانور اڑنے والا ہو جاتا تھا میرے حکم سے اور اندھے
مادر زاد اور جذامی اور برص والے کو تو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا اور جب کہ تو مردوں کو ان کی
قبروں سے زندہ نکالتا تھا میرے حکم سے اور جب کہ میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا اس وقت کہ
تیرے قتل کا ارادہ تھا کہ تجھ کو مار ڈالیں جب کہ تو ان کے پاس ظاہر معجزے لایا سو ان لوگوں نے جو
ان میں سے کافر تھے کہا کہ یہ جو کچھ لائے (ہیں) جادو ہے صریح ۔ (تفسیر جلالین)

مفردات مزید ۔ یَوْمَ اور اَلْیَوْمَ : اسم ظرف مضاف دن طلوع فجر سے غروب تک ۔ اَیَّامٌ جمع ●
یَجْمَعُ : واحد مذکر غائب مضارع جمع مصدر (فتح) وہ جمع کرے گا وہ اکٹھا کرے گا ● رُسُلٌ : رسول
پیغمبر ، رَسُوْلٌ کی جمع ہے ● اُجِبْتُمْ : تمہیں جواب دیا گیا ۔ اِجَابَۃٌ سے جس کے معنی جواب دینے کے ہیں ۔
ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● عِلْمَ : علم ، دانش ، جاننا یہ عَلِمَ یَعْلَمُ کا مصدر ہے ۔
علامہ احمد فیومی المصباح المنیر میں لکھتے ہیں :۔ "علم کہتے ہیں یقین کو ۔ چنانچہ عَلِمَ یَعْلَمُ کا استعمال
کسی بات کے یقین کرنے کے لئے ہوا کرتا ہے نیز علم کے معنی معرفت کے اور معرفت کے معنی علم کے لئے آیا
کرتے ہیں ● اِنَّکَ : بے شک تو ، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ، کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ● عَلَّامُ :
خوب جاننے والا ، عِلْمٌ سے فَعَّالٌ مبالغہ کا صیغہ ہے قرآن مجید میں عَلَّامُ الْغُیُوْبِ کا استعمال
حق تعالیٰ شانہٗ کی صفات کے سلسلہ میں ہوا ہے جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس سے کوئی پوشیدہ سے
پوشیدہ بات بھی چھپی نہیں رہ سکتی ۔ امام ابو بکر بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں لکھتے ہیں : "اس کے
معنی ہیں ایسا زبردست جاننے والا جو ہر طرح کی معلومات کا ان کے نامعلوم ہونے کے باوجود علم رکھتا ہو چنانچہ جو
اب موجود ہے اسے بھی جانتا ہے اور جو آئندہ ہوگا اسی طرح جو چیز ہونے والی نہیں اس کا بھی اسے علم ہے
اور اس کا بھی کہ اگر وہ ہوتی تو کس طرح ہوتی ۔ (کتاب الاسماء والصفات ص ۳۳ طبع انوار احمدی الہ آباد)
اَیَّدْتُّکَ : میں نے تیری مدد کی ۔ اَیَّدْتُّ تَاْیِیْدٌ سے جس کے معنی مدد کرنے اور قوت دینے کے ہیں ۔
ماضی کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ● رُوْحُ الْقُدُسِ : روح پاک ، جان پاک

پاک فرشتہ، موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے امام بغوی آیت اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ کی
تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "روح القدس کے بارے میں علماء مختلف ہیں ربیع وغیرہ کا بیان ہے کہ
وہ روح مراد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں پھونکی گئی اور قدس اللہ ہے، حق تعالیٰ نے اس کی اضافت
اپنی ذات کی طرف تکریم و تخصیص کے لئے کی ہے۔ یعنی وہ روح جو اللہ نے ان میں پھونکی جیسے بیت اللہ، ناقۃ اللہ
ہے چنانچہ ارشاد ہے فَنَفَخْنَا فِیْهِ مِنْ رُّوْحِنَا (پھر ہم نے اس میں اپنی روح کو پھونک دیا) اور رُوْحٌ مِّنْهُ
(اور روح ہے ان کے پاس کی) اور بعض کا قول ہے کہ قدس سے طہارت مراد لی ہے یعنی روح طاہرہ
ان کی روح کو قدس سے اس لئے موسوم کیا کہ وہ نہ مردوں کی پشت میں رہے اور نہ عورتوں کے رحم میں بلکہ
اللہ کے امر ہی سے ایک امر تھی۔ قتادہ، سُدّی اور ضحاک کا قول ہے کہ "روح القدس" جبرئیل علیہ السلام ہیں
بعض نے کہا کہ وہ قدس یعنی طہارت سے اس لئے موسوم ہوئے کہ انہوں نے کبھی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا اور
حسن کہتے ہیں کہ قدس اللہ اور اس کی روح جبرئیل ہیں۔ اللہ فرماتا ہے قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ
رَّبِّكَ بِالْحَقِّ (کہیے اس کو اتارا ہے پاک فرشتہ نے تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ) اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی تائید جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ اس طرح کی گئی کہ ان کا حکم تھا جہاں وہ جائیں ان کے ساتھ رہیں
یہاں تک کہ ان کو آسمان پر اٹھا لیا گیا اور بعض کا قول ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کو جو روح سے موسوم کیا گیا وہ
ان کی لطافت کے سبب اور وحی سے ان کے تعلق کی بناء پر کیا تھا کہ جو دلوں کی زندگی کا باعث ہے اور ابن
عباس اور سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ روح القدس اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم تھا جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
مردوں کو جلاتے اور لوگوں کو عجائبات دکھاتے تھے اور بعض کا قول ہے کہ وہ انجیل ہے جس کو حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے لئے روح بنا دیا گیا جس طرح سے کہ قرآن کو حضور اکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
روح کر دیا گیا تھا کیونکہ وہ قلوب کی زندگی کا سبب ہے اللہ فرماتا ہے وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ
رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف وحی کی قرآن کی اپنے حکم سے) (معالم التنزیل ج ۱)
ابن ابی حاتم نے باسناد ثقات حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے اور طبری نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کیا ہے کہ روح القدس
جبرئیل ہیں۔ ابو عبیدہ اور بہت سے علماء کا اسی پر یقین ہے (فتح الباری ج ۸) امام بخاری نے بھی سورہ نحل
کی تفسیر میں اسی کو اختیار کیا ہے واضح رہے کہ آیۂ کریمہ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ میں تو بالاتفاق روح القدس
سے جبرئیل علیہ السلام ہی مراد ہیں اور اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ میں اگرچہ
اختلاف اقوال ہے مگر صحیح اور راجح یہی ہے کہ یہاں بھی جبرئیل علیہ السلام ہی مراد ہیں (لغات القرآن) ●

تُكَلِّمُ: تو باتیں کرتا ہے، تو باتیں کرے گا، تو بولتا ہے، تو بولے گا تَكَلُّمٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر
حاضر ● اَلْمَهْدِ: اسم، گہوارہ، گہوارہ میں ہونے کا مطلب ہے شیر خوارگی کا زمانہ یا ماں کی گود میں ●

کَھْلًا : باوقار، متوسط عمر کا آدمی جس کے کچھ بال سیاہ اور کچھ سفید ہوں۔ بعض نے عمر کی تعیین کی ہے ۳۰ یا ۳۳ برس کی عمر سے ۵۰ برس تک کی عمر والے کو کہل کہا ہے ● طِیْن : گارا، مٹی، خاک، مٹی اور پانی دونوں کا آمیزہ طین ہے جس کو فارسی میں گل اور اردو میں گارا اور کیچڑ کہتے ہیں اور کبھی پانی کی قوت زائل ہو جانے کے بعد بھی اس کو طین ہی کہتے ہیں ● ھَیْئَۃ : رسم، صفات، صورت، شکل ● طَیْر : پرندے، پرندہ۔ علامہ احمد صاوی رقم طراز ہیں "طائر" کی جمع طَیْر ہے جیسے کہ صاحب اور صحب اور راکب اور رکب ہیں اور طیر کی جمع طیور اور اطیار آتی ہے ● تَنْفُخُ : تو پھونک مارتا ہے، تو پھونک مارے گا، تو پھونکتا ہے، تو پھونکے گا۔ نَفْخٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ● تُبْرِئُ : تو چنگا کرتا ہے، تو تندرست کرتا ہے۔ اِبْرَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ● اَلْاَکْمَہ : مادر زاد اندھا۔ کَمَہٌ سے جس کے معنی نابینا ہونے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ ● اَبْرَص : کوڑھی۔ برص ایک مشہور مرض ہے ● تُخْرِجُ : تو نکالتا ہے، تو نکالے گا۔ اِخْرَاجٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ● ماضی معروف (باب نصر) امام راغب نے اس لفظ کے دو معنی لکھے ہیں (۱) ہم نے اس کی ہتھیلی کو پکڑ لیا یا اس کے ہاتھ پر مارا (۲) ہم نے اس کو اپنے ہاتھ سے یا ہتھیلی سے روکا، دفع کیا۔ لیکن یہ دونوں معانی اصل وضع کے اعتبار سے ہیں۔ اس جگہ بنی اسرائیل کو روک دینا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے دفع کرنا ہے (لغات القرآن)

● حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انبیاء نے اللہ تعالیٰ کے علم محیط اور کامل کے سامنے اپنے علم کو ہیچ سمجھتے ہوئے ازراہ ادب و تعظیم اپنے علم کی سرے سے نفی کر دی (ابن جریر بحوالہ ضیاء القرآن)

● اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریم پر اپنے احسانات کا ذکر فرمایا "ابن مریم" سے خطاب کر کے عیسائیوں کے ابن اللہ کے باطل عقیدہ کو قطع کر دیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جو انعامات حق تعالیٰ نے فرمائے ان کا تذکرہ فرمایا۔ یہودیوں کے ارادۂ بد اور آمادگیٔ قتل مسیحؑ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت فرمائی۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روشن معجزات دیکھ کر بجائے ان کی حقانیت کے قائل ہونے کے اسے سحر مبین کہا۔

وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا
مُسْلِمُوْنَ ۝١١١ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ
يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۗ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝١١٢ قَالُوْا
نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ
عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝١١٣ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا
مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ
وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝١١٤ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ
يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝١١٥ ع

اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ ایمان لاؤ میرے ساتھ اور میرے رسول کے ساتھ انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور (اے خدا!) تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں ★ جب کہا تھا حواریوں نے اے عیسیٰ بن مریم کیا یہ کر سکتا ہے تیرا رب کہ اتارے ہم پر ایک خوان آسمان سے (ان کی اس تجویز پر) عیسیٰ (علیہ السلام) نے کہا ڈرو اللہ سے اگر تم مومن ہو ★ حواریوں نے کہا ہم تو (بس) یہ چاہتے ہیں کہ ہم کھائیں اس سے اور مطمئن ہو جائیں ہمارے دل اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا تھا اور ہم ہو جائیں اس پر گواہی دینے والوں سے ★ عرض کی عیسیٰ بن مریم نے اے اللہ ہم سب کے پالنے والے اتار ہم پر خوان آسمان سے بن جائے ہم سب کے لئے خوشی کا دن (یعنی) ہمارے اگلوں کے لئے بھی اور پچھلوں کے لئے بھی اور (ہو جائے) ایک نشانی تیری طرف سے اور رزق دے ہمیں اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے ★ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بلاشبہ میں اتارنے والا ہوں اسے تم پر پھر جس نے کفر اختیار کیا اس کے بعد تم سے تو بے شک میں عذاب دوں گا اسے ایسا عذاب کہ نہیں دوں گا کسی کو بھی اہل جہان سے (۵/۱۱۱ تا ۱۱۵ ★ ت: ض)

۱۱۱ - اور جب ہم نے حواریین کو وحی بھیجی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) کے اصحاب و انصار بن جاؤ۔ یہاں وحی سے مراد دل میں ایک بات ڈال دینا ہے جیسا کہ فرمایا ہے کہ ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کی طرف بھی وحی بھیجی تھی کہ موسیٰ (علیہ السلام) کو دودھ پلاؤ۔ اسے الہام کو بعد اختلاف وحی کہا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ ہم نے شہد کی مکھی کی طرف وحی بھیجی تھی کہ پہاڑوں اور درختوں میں اپنا گھر بناؤ اور لوگوں کے چھتوں میں۔ اسی طرح حواریین کو بھی الہام کیا گیا تو وہ حکم بجا لائے اور یہ بھی امکان ہے کہ مراد یہ ہو کہ بذریعہ انبیاء کے واسطے سے ان پر وحی بھیجی اور دعوت ایمان باللہ کی طرف بلایا تو انہوں نے قبول کر لیا اور کہنے لگے اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا

مُسْلِمُوْنَ یعنی اے پیغمبر آپ گواہ رہیے کہ ہم اسلام لائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۱۲۔ یاد کرو جب حواریوں نے کہا اے عیسیٰ (علیہ السلام) بیٹے مریمؑ کے کیا آپ کا رب یہ کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان کھانے کا اتارے۔ عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے کہا اللہ سے ڈرو اس قسم کی نشانیاں مانگنے میں اگر تم مسلمان ہو۔ (تفسیر جلالین)

۱۱۳۔ انھوں نے عرض کی کہ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس مائدہ سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر مشاہدہ ہوگا اور ہم یقینی طور پر جانیں کہ بے شک آپ اپنی نبوت میں سچے ہیں اور ہم ان لوگوں کو بتا سکیں جو اس وقت موجود نہیں تاکہ ہماری گواہی سے دوسرے اہل ایمان کے دل مضبوط ہو جائیں اور ہماری طرح وہ بھی یقین کرلیں پھر کفار بھی ایمان لائیں یا یہ معنی ہے کہ ہم مشاہدہ کرنے والوں سے ہو جائیں۔ (بحوالہ تفسیر روح البیان)

۱۱۴۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی دعا کی کہ الٰہی! آسمان سے مائدہ نازل کر کہ ہمارے اول و آخر کے لئے عید یعنی باعث خوشی ہو اور تیری طرف کی نشانی ہو۔ (تفسیر حقانی)

۱۱۵۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری درخواست کو منظور فرماکر میں متواتر طور پر کتنے ہی مرتبہ خوان نازل کروں گا۔ "پھر تم میں سے جو حق شناسی نہ کرے گا اس کو ایسی سزا دوں گا" "کہ ویسی سزا دنیا میں کسی کو نہیں دوں گا" (چنانچہ) نزول مائدہ کے بعد جب لوگوں نے کفر کیا اللہ نے ان کو سور اور بندر بنا دیا اور آئندہ کسی دور میں ایسا عذاب نہیں آیا۔

بغوی نے لکھا ہے کہ خلاص بن عمرو نے حضرت عمار بن یاسرؓ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوان اترا اور اس میں گوشت اور روٹی تھی اور بنی اسرائیل سے کہہ دیا گیا تھا کہ یہ مائدہ تمہارے لئے قائم رہے گا جب تک تم اس میں خیانت نہ کروگے اور چھپا کر نہ رکھوگے لیکن وہ دن بھی نہیں گزرا کہ انھوں نے خیانت کی اور (کچھ حصہ) چھپا کر رکھ لیا آخر بندروں اور سوروں جیسی شکل ان کی کر دی گئی * حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا تیس روزے رکھو پھر جو کچھ چاہو اللہ سے مانگو وہ تم کو عنایت فرمائے گا حسب الحکم لوگوں نے روزے رکھے روزوں سے فراغت کے بعد عرض کیا اگر ہم کسی کا کام کرتے ہیں اور کام پورا کر دیتے ہیں تو وہ ہم کو کھانا دیتا ہے (اب اللہ کے لئے ہم نے روزے رکھے ہیں اور اللہ سے کھانا مانگتے ہیں) چنانچہ انھوں نے خوان اترنے کی درخواست کی (دعا قبول ہوئی) ملائکہ ایک خوان اٹھا کر لائے جس پر سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں لوگوں کے سامنے لاکر اس کو رکھ دیا۔ اول سے آخر تک سب لوگوں نے اس کو کھایا (اور جس طرح کھانا شروع کرنے کے وقت وہ تھا ویسا ہی آخر آدمی کے کھانے کے بعد رہا) (بحوالہ تفسیر مظہری)

معلومات مزید: حَوَارِيُّوْنَ: حواری۔ حَوَارِيٌّ کی جمع، بحالت رفع، حواری حَوَرٌ سے مشتق ہے جس کے معنی خالص سپیدی کے ہیں یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کا خطاب ہے۔ صحیح بخاری (باب مناقب الزبیر بن عوام) میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ چونکہ ان کے کپڑے سپید تھے

[illegible]

اس واسطے وہ حواری کہلائے ۔ حَوَارِيِّينَ حواری، حَوَارِيٌّ کی جمع بحالت نصب و جر ● مَائِدَة : اسم فاعل
واحد مونث بمعنی اسم مفعول (ادبائے بصرہ و ابوعبیدہ) کھانا جو خوان پر چنا ہوا ہو ۔ وہ خوان جس پر کھانا
چنا ہوا ہو ۔ اگر کھانا چنا ہوا نہ ہو خوان خالی ہو تو اس کو خِوان کہتے ہیں مائدۃ نہیں کہتے (معالم و راغب و تاج)
مَیْدَة بھی اسی کا ہم معنی ہے (قاموس) بحوالہ (لغات القرآن) ● سَمَآء : آسمان، ابر، بارش ۔ امام راغب
مفردات میں لکھتے ہیں "ہر شے کا جو بالائی حصہ ہے وہ سماء ہے بعض نے کہا ہے کہ ہر سماء اپنے نیچے کی نسبت سے
سماء اور اپنے اوپر کی نسبت سے ارض ہے بجز سماء علیا کے کہ وہ سماء ہی ہے ارض نہیں اور آیت شریف
اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ (اللہ وہ ہے جس نے بنائے سات
آسمان اور زمین بھی اتنی ہی) کو اسی پر محمول کیا ہے ✲ نیز مطر (بارش، مینہ) کو سماء سے موسوم
کیا گیا کیونکہ وہ اسی سے نکلتا ہے بعض نے کہا ہے کہ جب تک زمین پر نہ گرے سماء سے موسوم ہے یہ اسی
اعتبار سے ہے جو سابق میں مذکور ہوا اور نبات (ہر اگنے والی چیز) کا نام سماء یا تو اس بناء پر رکھا گیا
کہ وہ مطر سے جو کہ سماء ہے وجود میں آتا ہے اور یا اس لئے کہ زمین سے مرتفع ہوتا ہے ✲ اور وہ سماء جو
ارض کے مقابل ہے مونث ہے اور کبھی مذکر بھی آتا ہے اور واحد و جمع دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے ---- ✲
جو سماء کہ بمعنی مطر (یعنی بارش) ہے وہ مذکر ہی استعمال ہوتا ہے اور اس کی جمع اَسْمِيَة آتی ہے ●
عِیْدًا : عید، خوشی کا دن ۔ امام راغب فرماتے ہیں "عید وہ ہے جو بار بار عود کرے یعنی لوٹ کر آئے اور شریعت
میں یہ لفظ "عید الفطر" اور "عید قربان" کے لئے خاص ہے اور چونکہ شرعی طور پر یہ دن مسرت کے قرار دیے گئے ہیں
جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّبِعَالٍ (کہ یہ دن کھانے پینے اور وصل کا لطف اٹھانے
کے ہیں) بدیں وجہ لفظ عید کا استعمال ہر اس دن کے لئے ہونے لگا کہ جو مسرت اور خوشی کا دن ہو ۔ ● آيَة :
آیت، نشانی، حکم خداوندی، پیغام الٰہی، دلیل، معجزہ ۔ آیت کے معنی اصل میں ظاہری نشانی کے ہیں
اور اسی اعتبار سے قرآن مجید کی آیت کو آیت کہتے ہیں کہ وہ گویا کلام کے ختم ہو جانے کی علامت ہے
بعض اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ آیت کے معنی جماعت کے بھی آتے ہیں اور آیت قرآنی
میں حروف کا ایک حصہ جمع ہوتا ہے اس لئے اس کو آیت کہا جاتا ہے بعض کہتے ہیں چونکہ یہ اعجاز قرآنی
کی نشانی ہے اس لئے اس کو کہا گیا ۔ (بحوالہ مذکور)

● جب حواریوں کو اللہ پر ایمان لانے کا الہام ہوا تو وہ مسلمان ہوئے

● حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اللہ ہمارے لئے خوانِ نعمت آسمان سے اتارے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں خوفِ خداوندی دلا دیا

● حواریوں نے عرض کیا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس میں سے کھائیں تاکہ اطمینان قلب اور دولت یقین و مشاہدہ قدرت کے ساتھ آپ کی نبوت صادقہ کی گواہی ان کے سامنے دیں جو اب موجود نہیں تاکہ سب ایمان لائیں ۲۲

۲۳ ● حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی الٰہی آسمان سے مائدہ نازل فرما جو ہمارے اگلوں پچھلوں کے لئے عید ہو یعنی خوشی کا دن ہو اور تیری طرف سے نشانی ہو ۔ الٰہی ہمیں روزی عطا فرما تو ہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے ۔ ● اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں مائدہ نازل کروں گا پھر جو کوئی کفر کرے گا تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا ۔ ۲۳

وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ
إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۚ
إِن كُنتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۚ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۚ
إِنَّكَ أَنتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ ١١٦ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا
اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي
كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ ١١٧

اور وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو۔ تو عیسیٰ (علیہ السلام) عرض کریں گے کہ میں تو آپ کو (شریک سے) منزہ سمجھتا ہوں مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اس کا علم ہوگا آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں تو آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا تمام غیبوں کو جاننے والے آپ ہی ہیں * میں نے تو ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو آپ نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے میں ان پر مطلع رہا جب تک ان میں رہا پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا تو آپ ان پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں (٥ / ١١٦ تا ١١٧ * ت: ١)

مراد۔ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے روز ان لوگوں کی موجودگی میں خطاب فرمائے گا جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو خدا بنا رکھا تھا۔ یہ نصاریٰ کو تہدید و توبیخ ہے * سدیؒ کہتے ہیں کہ یہ خطاب اور جواب دنیا ہی میں ہے ابن جریر اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ اس واقعہ سے متعلق ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے تھے * قتادہؒ کا بیان ہے کہ قیامت کے دن کا مکالمہ ہے تاکہ قیامت کے دن سب کے سامنے نصاریٰ کا دل کھل جائے اور تہدید و توبیخ ہو سکے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن انبیاء اور ان کی امتیں بلائی جائیں گی پھر عیسیٰ علیہ السلام طلب کیے جائیں گے ان پر اظہار احسان فرمایا جائے گا اور وہ اقرار فرمائیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان سے سوال بالا فرمائے گا * حضرت عیسیٰ علیہ السلام (عرض کریں گے) اے اللہ جس بات کا مجھے حق نہیں آخر میں ایسی بات کیسے کہتا اگر میں نے ایسا کہا بھی ہوتا تو ضرور تو جانتا ہی ہوتا کیوں کہ تجھ پر کوئی بات چھپی ہوئی نہیں۔ تو میرے

دل کی بات جانتا ہے لیکن میں تیرے ارادے کو نہیں جان سکتا جو کچھ تو نے مجھے حکم دیا تھا میں نے اس سے
ایک حرف زیادہ نہیں کیا میں نے تو یہی کہا تھا کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا
بھی رب ہے۔ میں جب تک ان میں رہا ان کے اعمال کا نگران رہا اور جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو
اب تو ان کا نگرانِ کار رہ گیا اور تو تو ہر بات کا نگران ہے (بحوالہ دین بشیر)

۱۱۷ - حضرت عیسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ کے سوال کا جواب دے کر اپنی صفائی پیش فرما کر عرض کریں گے کہ میرے مولا میں نے ان لوگوں سے صرف وہی کہا تھا جو کہنے کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کے بندے رہو اللہ پر ایمان لاؤ اور اسی کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے تمہارا بھی رب ہے۔ میں رب نہیں بلکہ اللہ کا بندہ ہوں اور وہ بندہ ہوں۔ اے مولا جب تک میں ان لوگوں میں رہا تب تک ان کے عقائد ان کے اعمال کی نگرانی کرتا رہا انہیں تبلیغ سے حتی الامکان بچاتا رہا میری موجودگی میں نہ یہ ہو سکا کہ مجھے الٰہ کہہ سکے نہ میری عبادت کر سکے جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا پھر میری ذمہ داری ختم ہو گئی پھر وہ تیرے حوالہ ہوئے ان کے افعال اعمال عقائد کا نگران تو رہا تو ہر چیز پر ہمیشہ سے نگران ہے میری موجودگی میں اور میری پس پشت ہر چیز تیرے حضور حاضر ہے۔ (اشرف التفاسیر)

مفردات مزید: اِتَّخِذُوْنِیْ: تم مجھے ٹھہراؤ۔ اِتَّخِذُوْا۔ امر حاضر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ● اُمِّیْ: میری ماں۔ اسم مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ● دُوْنِ: ورے، سوائے، غیر، جو کسی سے نیچے ہو دون کہلاتا ہے بعض کا قول ہے یہ دُنُوٌّ کا مقلوب ہے جس کے معنی نزدیک کے ہیں۔ امام سیوطی فرماتے ہیں" دون ظرف ہو کر استعمال ہوتا ہے فوق کی نقیض ہے اور مذہب مشہور پر متصرف نہیں ہوتا اور بعض کہتے ہیں کہ متصرف ہوتا ہے چنانچہ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ دون دو طرح پڑھا گیا ہے پیش کے ساتھ بھی اور زبر کے ساتھ بھی اور اسم بھی واقع ہوتا ہے بمعنی غیر کے جیسے اِتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اٰلِهَةً (اور لوگوں نے بنا لئے ہیں اس کے سوائے معبود) کہ دونہ بمعنی غیر یعنی اس کے سوا کے ہیں۔ زمخشری نے کہا ہے کہ غیرہ کے معنی کسی چیز کے ورے کے ہیں اور حالت کا فرق بتانے کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے جیسے زید دون عمرو (زید عمرو سے نیچے ہے) یعنی شرافت اور علم میں اس سے نیچے ہے اور اس کے معنی میں وسعت سے کام لے کر اس کا استعمال حد سے بڑھنے کے لئے بھی کیا جاتا ہے جیسے اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ (رفیق مسلمانوں کو چھوڑ کر) یعنی مسلمانوں کی رفاقت سے کافروں کی رفاقت کی طرف تجاوز نہ کرنا۔ (الاتقان) ● حَقٌّ: حق۔ حق کے اصلی معنی مطابقت اور موافقت کے ہیں اور اس کا استعمال چار طرح پر ہوتا ہے (۱) اس ذات کے لئے جو اپنی حکمت کے اقتضاء کی بنا پر کسی شے کو ایجاد فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کو اسی لئے حق کہا جاتا ہے۔ (۲) وہ چیز جو حکمت کے مقتضیٰ کے مطابق ایجاد کی گئی ہو اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کل فعل حق ہیں (۳) کسی شے کے متعلق وہ اعتقاد رکھنا جو نفس الامر کے مطابق ہو جیسا کہ ہم کہتے ہیں معاد کا اعتقاد حق ہے (۴) وہ قول یا فعل جو اسی طرح واقع ہو جس طرح پر اس کا ہونا ضروری ہے اور اسی قدر اور اسی وقت میں ہو جس قدر اور جس وقت میں اس کا ہونا واجب ہے جیسا کہ

قول حق اور فعل حق اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے • نُفُسُ: اسم مفرد مذکر ہے مرفوع۔ اَنْفُسٌ اور نُفُوْسٌ جمع۔ جان مراد جاندار یعنی شخص • عَلَّامُ: خوب جاننے والا۔ عِلْمٌ سے بروزن فَعَّالٌ کا صیغہ ہے۔ قرآن مجید میں عَلَّامُ الْغُیُوْبِ کا استعمال حق تعالیٰ شانہٗ کی صفات کے سلسلہ میں ہوا ہے جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس سے کوئی پوشیدہ سے پوشیدہ چیز بھی چھپی نہیں رہ سکتی • دُمْتُ: میں ٹھہرا رہا۔ دَوَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ مَا دُمْتُ (جب تک میں رہا) افعال ناقصہ میں سے ہے • رَقِیْبٌ: نگہبان، خبر رکھنے والا، محافظ، مطلع، منتظر، راہ دیکھنے والا۔ رُقُوْبٌ سے جس کے معنی نگاہ رکھنے اور نگرانی کرنے کے ہیں بروزن فَعِیْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ۔ راغب لکھتے ہیں "رقیب حافظ یعنی نگران کو کہتے ہیں یا تو اس لئے کہ وہ شخص محفوظ کی گردن کی حفاظت کرتا ہے اور یا اس لئے کہ وہ اپنی گردن اٹھائے رکھتا ہے" نیز رقیب حق تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ جب یہ ذات باری کی صفت واقع ہو تو اس کے معنی ہیں کہ "رقیب" وہ ذات ہے جو اپنی مخلوق سے غافل نہیں ہوتی کہ اسے نقصان پہنچے یا اس سے منفعت کی بنا پر اس میں خلل واقع ہو جائے۔ یہ امام حلیمی کا بیان ہے۔ زجاج کہتے ہیں "رقیب وہ نگران ہے جس سے کوئی چیز غائب نہ ہو" امام بیہقی نے ان دونوں اقوال کو کتاب الاسماء والصفات میں نقل کیا ہے۔ (بحوالہ لغات القرآن)

- جمہور مفسرین کا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا سوال فرمانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب عرض کرنا قیامت کے دن ہوگا
- اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے وہ ہر چیز جانتا ہے کوئی بھی پوشیدہ سے پوشیدہ چیز بھی اس سے چھپی نہیں ہے
- اللہ تعالیٰ سب کا پالنہار اور معبود حقیقی ہے
- اللہ تعالیٰ نگہبان اور محافظ ہے

118
إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝
قَالَ اللَّهُ هَٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ
ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ 119 لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ ۚ
وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ 120 ع

تو انھیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر انھیں بخش دے تو تو ہی زبردست حکمت والا ہے * اللہ فرمائے گا آج وہ دن ہے جب سچوں کے کام ان کا سچ آئے گا ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے خوش ہوا اور وہ اللہ سے خوش ہوئے یہی بڑی کامیابی ہے * اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے اس (سب) کی، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (۵/۱۱۸ تا ۱۲۰ * ت: ۲)

۱۱۸ - یہ کلام اللہ تعالیٰ کی مشیت پر متضمن ہے کہ وہ جو چاہے کرے وہ سب سے پوچھ سکتا ہے لیکن کوئی اس سے نہیں پوچھ سکتا نیز یہ کلام نصاریٰ سے بیزاری پر بھی مشتمل ہے جنھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا شریک اور بیٹا اور حضرت مریم علیہا السلام کو بیوی قرار دے دیا تھا۔ نعوذ باللہ تعالیٰ۔ اس آیت کی بڑی شان ہے حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات اسی آیت کو صبح تک نماز میں پڑھتے رہے۔ حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات اسی آیت کو پڑھتے رہے حتیٰ کہ رکوع اور سجدے میں بھی یہی آیت پڑھی صبح کو جب اس کی وجہ میں نے دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ میں رب عز و جل سے شفاعت امت کے لئے سوال کرتا رہا چنانچہ مشرک کے سوا سب کو بخشنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۱۹ - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول سے بظاہر یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ کافروں کے لئے حضرت دعا مغفرت فرما رہے ہیں اس خیال کو دور کرنے کے لئے فرما دیا کہ آج سچوں کی سچائی فائدہ رساں ہوگی کافروں کے لئے کوئی فائدہ نہیں ان کی مغفرت نہ ہوگی * یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول سے بظاہر جو خوف مترشح ہو رہا ہے اس کے دور کرنے کے لئے فرمایا ہو کہ آج سچوں کو ان کی سچائی فائدہ پہنچائے گی (اور تم سچے ہو تم کو کوئی خوف نہ کرنا چاہیئے) مطلب یہ کہ دنیا میں جو لوگ (اعتقاد و قول و عمل کے لحاظ سے) سچے تھے آخرت میں ان کی سچائی مفید ہوگی اور جو دنیا میں جھوٹے تھے وہ آخرت میں سچ بولیں یا آخرت میں بھی جھوٹ بولیں

بہر حال (جھوٹ بولنے والوں کے لئے) کوئی بات مخفی نہ رہے گی ان کے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور ہاتھ پاؤں شہادت دیں گے جس سے ان کی رسوائی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہی غالب قوت والا ہے اور عذاب و ثواب پر قادر ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ اگر عذاب دے تو یہ انصاف ہو گا اور معاف کر دے تو اس کی مہربانی ہو گی۔ (بحوالہ تفسیر مظہری)

۱۲۰۔ اللہ تعالیٰ ہی کی ہے زمین و آسمان اور ان کی تمام چیزیں۔ اس شان کا ایسا مالک الملک جو چاہے عطا کرے وہ خزانوں کا مالک بھی ہے اور ہر طرح قادر و مقتدر بھی۔ اس کی بارگاہ سے تو بہت سخت عطائے تو بہت وسیع و فراواں ہے لہٰذا دنیا ہی سے نہیں سچے رب سے رب کی نعمتیں حاصل کرو۔ (اشرف التفاسیر)

مفہومات مزید: • تُعَذِّبْهُمْ : تو ان کو عذاب دے گا، اس میں ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

• تَغْفِرْ : تو بخش دے، تو بخشے، تو معاف کرے۔ غَفْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر

• يَنْفَعُ : واحد مذکر غائب مضارع نَفْعٌ (فتح) مثبت وہ نفع دیتا ہے، وہ نفع دے گا

• صٰدِقِيْنَ : سچے مرد، سچ بولنے والے، صِدْقٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر صادق کی جمع بحالت نصب و جر۔ • اَبَدًا ہمیشہ زمانہ مستقبل غیر محدود • رَضِیَ : وہ راضی ہوا، وہ خوش ہوا، اس نے پسند کیا۔ رِضًی سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب • اَلْفَوْزُ : اسم فعل (مصدر) فتح، کامیابی • قَدِيْرٌ : صفت مشبہ، قدیر اس کو کہتے ہیں جو حکمت کے مطابق جو کچھ چاہتا ہے کرے اسی لئے اللہ کے سوا کسی مخلوق کو قدیر نہیں کہہ سکتے البتہ قادر عام ہے (راغب) علامہ محمود آلوسی نے روح المعانی میں لکھا ہے "قادر وہ ہے کہ اگر چاہے تو کرے نہ چاہے تو نہ کرے اور قدیر وہ ہے جو اقتضاء حکمت کے موافق جو کچھ چاہتا ہے کرے اللہ کے علاوہ کسی غیر کی صفت میں لفظ قدیر بہت کم آتا ہے" (روح المعانی) بحوالہ (لغات القرآن)

• بندوں کی خطاؤں، گناہوں اور نافرمانیوں پر آخرت میں عذاب دینا اللہ تعالیٰ کا اختیار اور انصاف ہے اور اگر بخش دے تو یہ اللہ کی شان، اختیار اور فضل ہے اللہ جو چاہے سو کرے اللہ تعالیٰ بڑی قدرت اور زبردست حکمت والا ہے

• سچوں کا سچ روز جزا کام آئے گا۔ صادقین کے لئے جنت اور اس کی دائمی راحتوں کی نوید

• اللہ تعالیٰ کی بادشاہی، اختیار اور قدرت ہے زمین اور آسمان کی تمام چیزوں پر جو ان میں ہیں اللہ قادر مطلق ہے وہ جو چاہے کرے اور جو نہ چاہے نہ کرے اور وہ جو کچھ کرتا ہے اپنی حکمت کے موافق اپنے ارادہ و مشیت سے کرتا ہے وہ قدیر ہے۔